پریم چند

ہندی سے ترجمہ: یعقوب خاور

# ٹھاکر کا کنواں

جوکھو نے لوٹا منہ سے لگایا تو پانی میں سخت بدبو آئی۔ گنگی سے بولا، ''یہ کیسا پانی ہے؟ مارے باس کے پیا نہیں جاتا۔ گلا سوکھا جا رہا ہے اور تو سڑا پانی پلائے دیتی ہے۔''

گنگی ہر روز شام کو پانی بھر لیا کرتی تھی۔ کنواں دور تھا۔ بار بار جانا مشکل تھا۔ کل وہ پانی لائی تو اس میں بو بالکل نہ تھی۔ آج پانی میں بدبو کیسی؟ لوٹا ناک سے لگایا تو سچ مچ بدبو تھی۔ ضرور کوئی جانور کنویں میں گر کر مر گیا ہوگا۔ مگر دوسرا پانی کہاں سے آئے؟ ٹھاکر کے کنویں پر کون چڑھنے دے گا؟ دور سے لوگ ڈانٹ بتائیں گے۔ ساہو کا کنواں گاؤں کے اُس سرے پر ہے۔ مگر وہاں بھی کون پانی بھرنے دے گا؟ کوئی کنواں گاؤں میں ہے نہیں۔

جوکھو کئی دن سے بیمار ہے۔ کچھ دیر تک تو پیاس روکے چپ پڑا رہا، پھر بولا، ''اب تو مارے پیاس کے رہا نہیں جاتا۔ لا، تھوڑا پانی ناک بند کر کے پی لوں۔''

گنگی نے پانی نہ دیا۔ خراب پانی پینے سے بیماری بڑھ جائے گی، اتنا جانتی تھی، مگر یہ نہ جانتی تھی کہ پانی کو اُبال دینے سے اس کی خرابی جاتی رہتی ہے۔ بولی، ''یہ پانی کیسے پیو گے؟ نہ جانے کون جانور مرا ہے۔ کنویں سے میں دوسرا پانی لائے دیتی ہوں۔''

جوکھو نے تعجب سے اس کی طرف دیکھا۔ ''دوسرا پانی کہاں سے لائے گی؟''

''ٹھاکر اور ساہو کے دو کنویں تو ہیں۔ کیا ایک لوٹا پانی نہ بھرنے دیں گے؟''

''ہاتھ پاؤں تڑوا آئے گی، اور کچھ نہ ہوگا۔ بیٹھ چپکے سے۔ برہمن دیوتا آشیرواد دیں گے، لاٹھی ماریں گے۔ ساہو جی ایک کے پانچ لیں گے۔ غریبوں کا درد کون سمجھتا ہے؟ ہم تو مر بھی جاتے ہیں تو کوئی

Scanned with CamScanner

دروازے پر جھانکنے نہیں آتا، کندھا دینا تو بڑی بات ہے۔ ایسے لوگ کنویں سے پانی بھرنے دیں گے؟''

ان لفظوں میں کڑوا سچ تھا۔ گنگی کیا جواب دیتی۔ لیکن اس نے وہ بدبودار پانی پینے کو نہ دیا۔

**۲**

رات کے نو بجے تھے۔ تھکے ماندے مزدور تو سو چکے تھے، ٹھاکر کے دروازے پر دس پانچ بے فکرے جمع تھے۔ میدانی بہادری کا تو نہ اب زمانہ رہا ہے نہ موقع؛ قانونی بہادری کی باتیں ہو رہی تھیں۔ کتنی ہوشیاری سے ٹھاکر نے تھانیدار کو ایک خاص مقدمے میں رشوت دے دی اور صاف نکل گئے۔ کتنی عقل مندی سے ایک معرکے کے مقدمے کی نقل لے آئے۔ ناظر اور مہتمم کہتے تھے، نقل نہیں مل سکتی۔ کوئی پچاس مانگتا کوئی سو۔ یہاں بے پیسے کوڑی نقل اڑا دی۔ کام کرنے کا ڈھنگ چاہیے۔

اسی وقت گنگی کنویں سے پانی لینے پہنچی۔

چراغ کی دھندلی روشنی کنویں پر آ رہی تھی۔ گنگی جگت کی آڑ میں بیٹھی موقعے کا انتظار کرنے لگی۔ اس کنویں کا پانی سارا گاؤں پیتا ہے۔ کسی کے لیے روک نہیں، صرف یہ بدنصیب نہیں بھر سکتے۔

گنگی کا باغی دل رواجی پابندیوں اور مجبوریوں پر چوٹیں کرنے لگا۔ ہم کیوں نیچ ہیں اور یہ لوگ کیوں اونچے ہیں؟ اس لیے کہ یہ لوگ گلے میں تاگا ڈال لیتے ہیں؟ یہاں تو جتنے ہیں، ایک سے ایک چھٹے ہوئے ہیں۔ چوری یہ کریں، جعل فریب یہ کریں، جھوٹے مقدمے یہ کریں۔ ابھی اسی ٹھاکر نے تو اس دن بے چارے گڈریے کی ایک بھیڑ چرا لی تھی اور بعد کو مار کر کھا گیا تھا۔ انھیں پنڈت جی کے گھر میں تو بارہ مہینے جوا ہوتا ہے۔ یہی ساہو جی تو گھی میں تیل ملا کر بیچتے ہیں۔ کام کرا لیتے ہیں، مزدوری دیتے ہوئے نانی مرتی ہے۔ کس بات میں ہیں ہم سے اونچے؟ ہاں، منھ میں ہم سے اونچے ہیں۔ ہم گلی گلی چلّاتے نہیں کہ ہم اونچے ہیں، ہم اونچے ہیں! کبھی گاؤں میں آ جاتی ہوں تو رس بھری آنکھوں سے دیکھنے لگتے ہیں، جیسے سب کی چھاتی پر سانپ لوٹنے لگتا ہے، مگر گھمنڈ یہ کہ ہم اونچے ہیں۔

کنویں پر کسی کے آنے کی آہٹ ہوئی۔ گنگی کی چھاتی دھک دھک کرنے لگی۔ کہیں دیکھ لے تو غضب ہو جائے۔ ایک لات بھی تو نیچے نہ پڑے۔ اس نے گھڑا اور رسی اٹھا لی اور جھک کر چلتی ہوئی ایک درخت کے اندھیرے سائے میں جا کھڑی ہوئی۔ کب ان لوگوں کو دَیا آتی ہے کسی پر۔ بے چارے مہنگو کو اتنا مارا کہ مہینوں لہو تھوکتا رہا۔ اسی لیے تو کہ اس نے بیگار نہ دی تھی۔ اس پر یہ لوگ اونچے بنتے ہیں۔

کنویں پر دو عورتیں پانی بھرنے آئی تھیں۔ ان میں باتیں ہو رہی تھیں۔

Scanned with CamScanner

''کھانا کھانے چلے اور حکم آیا کہ تازہ پانی بھرلاؤ۔ گھڑے کے لیے پیسے نہیں ہیں۔''

''ہم لوگوں کو آرام سے بیٹھے دیکھ کر جیسے مردوں کو جلن ہوتی ہے۔''

''ہاں، یہ تو نہ ہوا کہ کلسیا اٹھا کر بھرلاتے۔ بس، حکم چلا دیا کہ تازہ پانی لاؤ۔ جیسے ہم لونڈیاں ہی تو ہیں!''

''لونڈیاں نہیں تو اور کیا ہو تم؟ روٹی کپڑا نہیں پاتیں؟ دس پانچ روپے چھین جھپٹ کر لے ہی لیتی ہو۔ اور لونڈیاں کیسی ہوتی ہیں؟''

''مت لجاؤ بہن۔ گھڑی بھر آرام کرنے کو جی ترس کر رہ جاتا ہے۔ اتنا کام کسی دوسرے کے گھر کر دیتی تو اس سے کہیں زیادہ آرام سے رہتی۔ اوپر سے وہ احسان مانتا۔ یہاں کام کرتے کرتے مرجاؤ، پر کسی کا منہ ہی سیدھا نہیں ہوتا۔''

دونوں پانی بھر کر چلی گئیں تو گنگی درخت کے سائے سے نکلی اور کنویں کے جگت کے پاس آئی۔ بے فکرے چلے گئے تھے۔ ٹھاکر بھی دروازہ بند کر کے اندر آنگن میں سونے جا رہے تھے۔ گنگی نے ذرا سکھ کی سانس لی۔ کسی طرح میدان تو صاف ہوا۔ امرت چرالانے کے لیے جو راجکمار کسی زمانے میں گیا تھا، وہ بھی شاید اتنی احتیاط کے ساتھ اور سمجھ بوجھ کر نہ گیا ہوگا۔ گنگی دبے پاؤں کنویں کے جگت پر چڑھی۔ فتح کا ایسا احساس اسے پہلے کبھی نہ ہوا تھا۔

اس نے رسی کا پھندا گھڑے میں ڈالا۔ دائیں بائیں چوکنی نظروں سے دیکھا، جیسے کوئی سپاہی رات کو دشمن کے قلعے میں سوراخ کر رہا ہو۔ اگر اس وقت وہ پکڑ لی گئی تو پھر اس کے لیے معافی یا رعایت کی رتی بھر امید نہیں۔ آخر کار دیوتاؤں کو یاد کر کے اس نے کلیجہ مضبوط کیا اور گھڑا کنویں میں ڈال دیا۔

گھڑے نے پانی میں غوطہ لگایا، بہت ہی آہستہ۔ ذرا بھی آواز نہ ہوئی۔ گنگی نے دو چار ہاتھ جلدی سے مارے۔ گھڑا کنویں کے منہ تک آ پہنچا۔ کوئی بڑا شہزور پہلوان بھی اتنی تیزی سے اسے نہ کھینچ سکتا تھا۔

گنگی جھکی کہ گھڑے کو پکڑ کر جگت پر رکھے کہ یکایک ٹھاکر صاحب کا دروازہ کھل گیا۔ شیر کا منہ اس سے زیادہ بھیانک نہ ہوگا۔

گنگی کے ہاتھ سے رسی چھوٹ گئی۔ رسی کے ساتھ گھڑا دھڑام سے پانی میں گرا اور کئی لمحوں تک پانی میں ہلکورے کی آوازیں سنائی دیتی رہیں۔

ٹھاکر ''کون ہے؟ کون ہے؟'' پکارتے ہوئے کنویں کی طرف آ رہے تھے اور گنگی جگت سے کود کر بھاگی جا رہی تھی۔

گھر جا کر دیکھا تو جوکھو لوٹا منہ سے لگائے وہی میلا گندا پانی پی رہا ہے۔

❁❁